اعتراض ۔۔[۷] برشیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ:

تمام برے افعال اللہ کی ذات میں ممکن ہیں ۔نعوذ باللہ

یہ عنوان قائم کر کے رضا خانی لکھتا ہے:

دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن لکھتے ہیں کہ افعال قبیحہ مقدور باری تعالی ہیں ۔(الجہد المقل: ج ا ص ۸۳) افعال قبیحہ کو مثل دیگر ممکنات ذاتیہ مقدور باری تعالی جملہ اہل حق تسلیم کرتے ہیں ۔(الجہد المقل: ج ا ص ۴۱)

(دیوبندیت کے بطلان کا انکشاف: ص ۵۲)

الجواب: یہ اشکال کرنے والا اکابر واسلاف کی کتب سے نابلد و ناواقف معلوم ہوتا ہے، اگر حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات اپنی طرف سے لکھی ہے پھر تو کلام کی گنجائش ہے اور اگر اکابر کی کتب کے حوالے سے یہ بات لکھی ہے تو پھر پہلے تو آپ کو منہ ان اکابر کی طرف کرنا چاہیے پھر بعد میں ہمارا نمبر ہے ۔مگر رضا خانی سوچ عجیب ہے جو بات اسلاف و اکابر نے لکھی ہے ٹھیک ہے اگر وہی بات ہم لکھ دیں تو قابلِ اعتراض ۔اب آئیے میں اکابر کی کتب کی طرف چلتا ہوں!

قاضی ناصر الدین بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

و قال النظام انه لا یقدر علی القبیح لانه یدل علی الجهل والحاجة والجواب انه لا قبیح بالنسبة الیه۔ (طوالع الانوار من مطالع الانظار: ۱۸۰)

[ترجمہ] یعنی نظام معتزلی کہتا ہے کہ خدا قبیح افعال پر قادر نہیں ہے، کیونکہ یہ بات جہالت اور

حاجت پر دلالت کرتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا کی طرف جب نسبت ہو تو پھر ان میں قباحت نہیں ہے۔

اب آپ فیصلہ کریں کہ معترض کا مذہب معتزلہ والا ہے یا نہیں؟

آگے لکھتے ہیں:

الرابع الایات الدالة علی ان افعاله تعالی لا یتصف لصفات افعال العباد من الظلم والاختلاف والتفاوت ...واجیب بانه کونه ظلما اعتبار یعرض بعض الافعال بالنسبة الینا لقصور ملکنا و استحقاقنا و ذالك لا یمنع صدور اصل الفعل عن الباری تعالی مجرد عن هذا الاعتبار

(طوالع الانوار من مطالع الانظار: ۲۰۰)

خلاصۃ الکلام یہ ہے کہ معتزلہ کی طرف سے یہ اشکال ہوتا ہے کہ آیات دلالت کرتی ہیں کہ خدا تعالی بندوں کے افعال سے متصف نہیں ہے، جس میں ظلم وغیرہ ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ ظلم تو تب ہے جب ہماری طرف دیکھا جائے، کیونکہ ہماری مِلک اور حق چونکہ ناقص ہے اس لیے ہماری طرف تو یہ منسوب ہوسکتا ہے اور جب خلاق عالم جل وعلیٰ کی طرف ان باتوں کی نسبت ہوگی تو پھر ظلم نہیں ہوگا، کیونکہ اس کی مِلک کامل ہے۔

علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(لاشك فی ان سلب القدرة عما ذکر) من الظلم والسفه والکذب (هو مذهب المعتزلة واما ثبوتها) ای القدرة علی ما ذکر (ثمّ الامتناع عن متعلّقها) اعتبارا (فمذهب) ای فهو بمذهب (الاشاعرة الیق) منه بمذهب المعتزلة (و) لاینهی ان هٰذا الالیق ادخل فی التنزیه ایضًا۔

(مسامرہ علی مسایرہ: ۱۸۷)

[ترجمہ] یعنی اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ظلم، سفاہت، کذب وغیرہ پر خدا کا قادر نہ ہونا یہ معتزلہ کا مذہب ہے اور ان مذکورہ اوصاف پر قادر ہوگا اور ان کے صادر کرنے سے امتناع یعنی رکا رہنا یہ

اشاعرہ کا مذہب ہے اور اشاعرہ کا مذہب معتزلہ کے مذہب سے زیادہ لائق و پسندیدہ ہے، صرف پسندیدہ ہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی پاکی اور تقدیس میں بھی داخل ہے۔

اب بتائیے کیا ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ پر بھی کوئی گرفت ہے؟؟؟؟

چلتے چلتے ہمارا ایک رضا خانیوں سے سوال ہے کہ

فاضل بریلوی لکھتے ہیں:

''معصوم من اللہ ومؤید المعجزات ہو کہ کذب کا امکان وقوعی۔۔۔؟؟؟۔۔۔مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام اجمعین ہوتا ہے''۔ (اللہ جھوٹ سے پاک ہے: ۱۵)

مفتی احمد یار نعیمی گجراتی لکھتا ہے:

''انبیائے کرام کا جھوٹ بولنا ممکن بالذات محال بالغیر ہے''۔

(تفسیر نعیمی: ج ا ص ۲۱۷/البقرۃ آیت ۲۰)

اب سوال یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو جھوٹ پر آپ بھی قادر مانتے ہیں؟ کیا اس سے ان کی شان میں نقص وعیب پیدا ہو گیا؟۔ اگر صرف قدرت ماننے سے آپ بھی مجرم نہیں تو ہم بھی خدا تعالیٰ کو قادر ماننے کے باوجود اپنے اختیار سے اس کے نہ کرنے کا قول بھی تو رکھتے ہیں، پھر ہم کیوں مجرم ہیں؟ جو جواب تمہارا وہی ہمارا!!!

جیسا کہ معتزلی عالم نظام کا قول پیچھے علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کر کے جواب دیا ہے: شرح مقاصد، مواقف اور شرح مواقف میں اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ خدا کی طرف نسبت جب ان کی ہوگی تو پھر قبیح نہیں، کیونکہ سارا تو خدا کا ہی ملک ہے، کیونکہ اس کو طاقت اور اختیار ہے کہ جیسے چاہے اپنے ملک میں تصرف کرے۔ (بحوالہ الجہد المقل: ج ا ص ۷۱، ۷۲)

علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ **ان اللہ لا یظلم مثقال ذرة** کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قال المحقق هو لایفعل الظلم لمنافاته الحکمة لا القدرة لانّ الظّاهر من قولنا قولنا فلان لَایفعل کذا فی الافعالِ الّتی هی اختیاریة فی نفسه انّه

علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قال المحقّق هو لايفعل الظلم لمنافاته الحكمة لاالقدرة لانّ الظّاهر من قولنا قولنافلان لَايفعل كَذَا فى الافعالِ الّتى هى اختيارية فى نفسه انّه

تركه باختياره والقادر على التبرّك قادر على الفعل۔

(بحوالہ الجہد المقل: ج۱ص۷۸)

وہ ظلم نہیں کرتا کیونکہ حکمت کے منافی ہے نہ کہ قدرت کے منافی ہے کیونکہ ہمارے اس قول کہ فلاں ایسا نہیں کرتا کا مطلب یہ ہے کہ ان کاموں کو نہیں کرتا جو اس کے اختیار میں ہیں، اس نے اپنے اختیار سے ان کو ترک کیا ہے اور یہ جو ترک کرنے پر قادر ہے وہ کرنے پر بھی قادر ہے۔

باقی یہ امر ملحوظ رہے کہ جس ظلم کو جمہور اہل سنت حسب بیان صاحب منہاج السنۃ وغیرہ مقدور فرماتے ہیں وہ ظلم خلافِ عدل یعنی وضع الشیء فی غیر محلّہ یا یوں کہیے بمعنی فعل مالاینبغی ۔۔۔؟؟؟ ۔۔۔ چنانچہ جملہ **وهٰذا كتعذيب الانسان بذنب غيره** سے بداہۃً ثابت ہوتا ہے اور خود قرآنی آیات سے بھی یہی مقصود ہے کما لایخفی بلکہ آیاتِ قرآنی میں لفظ ظلم اس معنی میں شائع الاستعمال ہے باقی ۔۔۔؟؟؟ ۔۔۔ بمعنی تصرف فی ملک الغیر اس کا ممتنع غیر مقدور ہونا اظہر من الشمس ہے، کیونکہ ایسی کوئی چیز ہو ہی نہیں سکتی جو کہ مملوک جناب باری نہ ہو زیادہ تصریح مطلوب ہے تو دیکھیے علامہ دوانی رحمۃ اللہ علیہ شرح عقائد میں فرماتے ہیں:

والظلم قد يقال على التصرّف فى ملك الغير وهٰذا المعنٰى محال فى حقّه تعالى لانّ الكلّ ملكه فله التصرّف فيه كما يشاء وعلى وضع الشىء فى غير موضعه والله تعالى احكم الحاكمين واعلم العالمين واقدر القادرين فكلّ ما وضعه فى موضع يكون ذٰلك احسن المواضع بالنسبة اليه وان خفى وجه حسنه علينا۔ (الجہد المقل: ج۱ص۷۸،۷۹)

ایک جگہ یوں لکھتے ہیں:

"حضراتِ اہلسنّت اور علمائے شریعت ان آیات دالہ علی العموم کو کذب وظلم بھی وضع الشئ فی غیر محلّہ اور جہل بھی خلافِ حکمت کے مقدوریت پر دلیل شافی فرما رہے ہیں (اس کا مطلب یہی ہے کہ

ہے تو دیکھیے علامہ دوانی رحمۃ اللہ علیہ شرح عقائد میں فرماتے ہیں:

والظلم قد يقال على التصرف في ملك الغير وهذا المعنى محال في حقه تعالى لان الكل ملكه فله التصرف فيه كما يشاء وعلى وضع الشيء في غير موضعه والله تعالى احكم الحاكمين واعلم العالمين واقدر القادرين فكل ما وضعه في موضع يكون ذلك احسن المواضع بالنسبة اليه وان خفي وجه حسنه علينا۔ (الجہد المقل: ج ۱ ص ۷۸،۷۹)

ایک جگہ یوں لکھتے ہیں:

''حضرات اہلسنّت اور علمائے شریعت ان آیات دالہ علی العموم کو کذب وظلم بھی وضع الشئ فی غیر محلّہ اور جہل بھی خلافِ حکمت کے مقدوریت پر دلیل شافی فرمارہے ہیں (اس کا مطلب یہی ہے کہ

اپنے کہے کے خلاف کرنے پر قادر ہے یعنی نیکوں کو عذاب دے سکتا ہے)۔

(الجہد المقل: ج ۱ ص ۴۷)

اب آیئے ایوانِ رضاخانیت کی طرف!

فاضل بریلوی صاحب لکھتے ہیں:

''ایسے اطاعت گزار بندے کو عذاب دینا جو اللہ کے علم میں ویسا ہی ہے ماتریدیہ کے نزدیک عقلاً جائز نہیں اور اشعری اور ان کے پیروکار عام اشاعرہ نے اختلاف کیا ہے تو ان لوگوں نے فرمایا کہ ایسے اطاعت گزار کو عذاب دینا عقلاً جائز ہے، اس لیے کہ مالک کو یہ حق ہے کہ اپنی مِلک میں جو چاہے کرے یہ ظلم نہیں''۔ (المعتمد المستند: ص ۱۲۷)

''یعنی نیکوں کو دوزخ میں ڈالنا خدا کی قدرت میں ہے خدا کرسکتا ہے یہ اشاعرہ کہتے ہیں، جب کہ ماتریدیہ کہتے ہیں ایسے نیکوکار کو عذاب دینا جس نے اپنی ساری عمر اپنے خالق کی اطاعت میں لگائی، اپنی خواہش کا مخالف رہا اور اپنے ربّ کی رضا طلب کرتا رہا، مقتضائے حکمت نہیں، اس لیے کہ حکمت نیکوکار اور بدکار کے درمیان فرق کا اقتضاء کرتی ہے تو جو کام برخلافِ حکمت ہو وہ بیوقوفی ہے''۔ (المعتمد المستند: ص ۱۳۰)

''یعنی اشاعرہ کہتے ہیں خدا ایسا کرسکتا ہے، ماتریدیہ کہتے ہیں ایسا کرنا بیوقوفی ہے''۔

(المعتمد المستند: ۱۳۰)

گویا جو نظریہ فاضل بریلوی کا ہے، ائمہ ماتریدیہ کے نزدیک اس سے خدا کی بیوقوفی لازم آتی ہے۔
آگے چلیے! اسی نظریہ پر فاضل بریلویوں فتویٰ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب جنتیوں کو دوزخ میں اور تمام جہنمیوں کو جنت میں بھیجنے پر قادر ہو تو کذب باری لازم آئے گا۔

اللہ تعالیٰ کا جاہل ہونا بھی لازم آئے گا۔ (حاشیہ فہارس فتاویٰ رضویہ: ص ۴۰۹)